وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؕ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

نمبر ۵ | بابت ماہ مئی ۱۹۱۱ء | جلد ۶

قیمت سالانہ عوام ... | غیر ممالک ...

فہرست مضامین

باہتمام چودھری عبد السلام صاحب مینیجر ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شائع ہوتا ہے - باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور چھپا

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ و ست سلاجیت

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا جاتا ہے۔ اور اصلی ممیرا جس کو خود اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اس میں ڈالا جاتا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا۔ کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے۔ اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھند جالا پھولہ پڑبال سبل اور سرخی ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی ممیرا قسم اول عہ دوم عہ ترکیب استعمال یہ ممیرا پتھر پر گھسکر آنکھوں میں لگادی یہ ممیرا خاصکر اس گرمی وغیرہ کے موسم میں جو بیمار ہوتے ہیں۔ بہت مفید اور مجرب ہے۔

ست سلاجیت (منقول از مجربات اعظم)

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت و فساد ہضم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و سلس البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت فی تولہ ۱۲

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ماشی ریشمی اور سوتی لٹری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں اور لنڈی کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

کا ذکر ہے کہ صبح کے قریب مینے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے۔ اور اسکا ایک حصہ گرا رہے ہیں اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ مینے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں تو ایک شخص نے جوابدیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے اور اس کا ایک حصہ اسلیئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کیجائیں (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں اور یہ لوگ اینٹیں اسلیئے پاتھتے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جاوے اور وسیع کیا جائے یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا اسوقت دل میں خیال گذرا کہ یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہمکو بہت کم ہے بلکہ فرشتے ہی ہمکو اللہ تعالیٰ سے اذن پاکر کام کر رہے ہیں چنانچہ میں نے سوچا

کہ جو کوئی کسی کے کام میں اُسے مدد دیتا ہے تو وہ اس کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے تو اگر ہم اسوقت ملائکہ کے کاموں میں مدد کرینگے جو خود اپنی ہی مدد ہے تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خالص تعلق ہو جائے اور اس تعلق کیوجہ سے خود ہمارے نفوس کی بھی اصلاح ہو اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں دو تحریکیں پیدا کیں کہ جن سے سلسلہ کی خدمت مدنظر ہے ایک تو یہ کہ طاعون شروع اور اب کے سال بہت بڑھیگا۔ اسلیئے ایک اشتہار دیا جائے کہ جس میں لوگوں کو اس سلسلہ کی دعوت دیجائے۔ اور اس موقعہ پر لوگوں کے دل نسبتاً زیادہ سخت نہیں ہوتے اسلیئے اللہ تعالےٰ چاہے تو بہت فائدہ ہوگا اور یہ اشتہار ہزاروں کی تعداد میں کثرت سے بلاد ہند میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشتہار میں نے لکھکر چھپنے کے لیئے دیدیا ہے جو چند دنوں تک ہی طیار ہو جائیگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب خصوصاً جن علاقوں میں طاعون کا زور رہا ہو اس اشتہار کی کثرت سے اشاعت کرینگے اور جن کے دل میں اللہ تعالیٰ یہ تحریک پیدا کرے وہ مجھ سے اشتہار طلب کریں جو فوراً ان کی خدمت میں بھیجدیا جائیگا۔ دوسری تحریک جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کے ممبران خصوصیت سے قرآن و حدیث اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کی طرف توجہ رکھیں اور افراد جماعت میں صلح و آشتی پیدا کرنیکی کوشش کریں اور اس کے ممبران اپنے دنیاوی کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپکو دین کے لیئے وقف کر دیں یعنی ہر ایک موقعہ سے جو تبلیغ حق کا ملے فائدہ اٹھائیں اور گویا اسی غرض سے اپنے اوپر آرام و چین حرام کر دیں پس اسلیئے میں اس اعلان کے ذریعہ سے ہر ایک اس روح کو جو اپنے اندر

حق کے پہنچانیکا جوش رکھتی ہے بلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں مدد دے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی امیدوار رہو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا منشا تو پورا ہو کر رہیگا یہ ایک موقعہ ہی کہ جو ہمکو دیا گیا ہے کیا جس نے ایک مامور کو دنیا کی ہدایت اور روشنی کے لئے بھیجا۔ وہ اس کے نور کو اور ہدایت کو دنیا میں پھیلائیگا۔ کیا دنیا باوجود ایک مامور من اللہ کے آنیکے تاریک ہی رہیگی ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ باقی مبارک وہ جو اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں اپنے ارادوں کو شامل کر دیتا ہی اور جیتے جی اپنے مولا کی راہ میں اپنی خواہشوں اور امنگوں پر موت وارد کر لیتا ہے یہ شخص ہے جو حقیقی زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی حیات سچی حیات ہے۔ ورنہ وہ انسان جو باوجود اشرف المخلوقات ہونیکے سگ دنیا بن کر طمع و حرص کے مردار پر گرتا ہے اور اپنے ہمسایہ اور پڑوسی سے لڑ اور جھگڑ کر اپنی زندگی بسر کرتا اس کی زندگی ہی کیا اور اس کے جینے کا فائدہ ہی کیا بہتر ہوتا کہ وہ پیدا ہی نہوتا اور وہ دن دور نہیں جب کہ اُسے کہنا پڑے کہ یالیتنی کنت ترابا۔ پس ہمت سمجھو کہ دنیا کی ترقیوں اور مال و جلال کے بڑھانے سے تم اپنے اصلی مقصد کو پہنچ گئے بلکہ جب تک اپنے اپنے بھائی کی فکر نہ کرو۔ اور دین کی فکر تمہیں سوہان جان ہو کر نہ لگے۔ تمنے اپنی عمر ضائع کر دی اور قیمتی وقت بیہودہ باتوں میں کھو دیا کاش تم اتنا سمجھتے کہ جس مسافر نے دور جانا ہو۔ اور لمبی منزل طے کرنی ہو وہ جسقدر ممکن ہو بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور فضول اور زائد چیزوں کو نہیں اٹھاتا۔ پس کیا افسوس ہے اُسپر جس نے نہ معلوم کیسے دشوار گذار راستوں سے گذر کر میدان حشر میں پہنچنا ہی اور ہر وقت اِسی فکر میں ہے کہ جو کچھ بھی ملے وہ اپنے کندھے پر اٹھا لوں دنیا کی آسائیشوں اور عیش و عشرت کی زندگی ایک بوجھ ہے جو اس

مسافر کو بھٹکا کر چور کر دیگا اور جنت کے دروازہ پر پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیگا۔ لیکن خدمتِ دین میں ایک ایسی سواری ہے جو ہر وقت اسے بہشت بریں کی طرف اڑائے لیئے جا رہی ہے۔ کتنے دل ہیں کہ جو اپنے بھائیوں کیلیئے غمگین ہیں اور کتنی آنکھیں ہیں جو دنیا کی گمراہی کو دیکھکر چشم پر آب ہیں ہاں کتنے جگر دین کی پراگندگی پر چاک چاک ہو رہے ہیں اور کن کن کے گریبان ایسے پھٹے ہیں کہ وہ بس سے ہی نہیں جاتے۔ ہمارے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں بھائی ہیں کہ جنھوں نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔ جو ملائکہ کے منکر ہیں جو کتب سماوی کے قائل نہیں جو رسولوں پر ٹھٹھا کرتے ہیں جن کے زمانہ میں خدا کا ایک مامور آیا۔ لیکن انھوں نے اسکی قدر نہ کی اور اپنی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار کر اُسے نہیں دیکھا ہم نے انکے لیئے کیا کیا اور اُن تک اس مجدد دین کے پاک بشیریں کلمات کے پہنچانے میں کس قدر کوشش کی کیا تمنے سنا نہیں کہ خفتہ را خفتہ کے کند بیدار جب ہم خود ہی سوتے رہے اور دنیا کی جھوٹی چمک اور یوروپ کی فریب دہ جلوہ آرائیوں پر مرتے رہے۔ تو غیر کو جگانے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے آپکو جگائیں اور دوسرے کی آنکھوں سے جہل کی پٹی اتارنے سے پہلے اپنی ہی آنکھوں کا فکر کریں۔ ملایکہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں پس بہتر ہے کہ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں مل جائیں کام کو اللہ ہی نے کرنا ہے ہماری تو کوششیں ہی ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ کوشش کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے ؎

ہمارا کچھ نہیں سب کچھ اُسی درگہ سے ملتا ہے
بلا حکم خدا کب ایک تنکا تک بھی ہلتا ہے

یہ مت سمجھو کہ ہم اس کام کے لایق نہیں اگر ہمّت و استقلال ہو اور خدا تم

سے سچا تعلق ہو تو پھر وہ خود ہی قرآن و حدیث کا علم سکھلا دیتا ہے حضرت اقدس ع
فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا گیا
تھا۔ پس خدا کے خزانہ وسیع ہیں کمر ہمت کو چست کرو اور دنیا کے کان کھول کر
سنا دو۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کریگا۔ اسلام کا سورج گہن کے
نیچے ہے۔ خدا کی حضور میں تڑپو آہ و زاری کرو تا وہ گہن دور ہو اور دنیا خدا تعالیٰ کا
چہرہ دیکھے اور قرآن اور رسول کریم کی عظمت اسپر ظاہر ہو اور حضرت مسیح موعود
کی سچائی سے صاف آگاہ ہو۔ صاف گو ہو اور سچ اور دھوکے کو چھوڑ دو۔ اور
صاف صاف الفاظ میں دنیا پر وہ سچائیاں ظاہر کرو جو خدا نے تمکو دی ہیں۔
تا قیامت کے دن سبکدوش ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے تبلیغ کر دی تھی کون
جانتا ہے کہ میں کل تک زندہ رہونگا پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ کل
کے آنے سے پہلے ہی اپنے خیالات کا دنیا پر اظہار کرے اور مولیٰ سے جو کچھ
ہدایت پائی اسکو لوگوں پر پیش کرے پھر جس کا دل چاہے مانے اور جو چاہے
انکار کر دے حضرت مسیح نے اس تبلیغ کے کام کے لیئے اپنے حواریوں کو کہا
تھا کہ من انصاری الی اللہ۔ آج میں بھی حضرت مسیح کے تتبع کے طور پر
اپنے دوستوں کے آگے یہی کلمہ دوہراتا ہوں کہ اپنی کمر ہمت باندھ کر میری ساتھ
اس کام میں شامل ہو اور جہاں تک ہو سکے اس کام کو کرو تا خدا تعالیٰ کی درگاہ
سے انعام کے مستحق ہو یہ سلسلہ تو ضرور پھیلیگا ہی لیکن ہم نے سستی دکھائی
تو ہم انصار کیونکر بنینگے لیکن چونکہ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے اسلیئے میں یہ شرط
لگانی پسند کرتا ہوں کہ جس نے اس کام میں حصہ لینا ہو وہ پہلے سات دفعہ استخارہ
کرے تا اللہ تعالےٰ اسکے کام کا ذمہ وار ہو جاوے اور اگر سات دفعہ استخارہ کرنے

کے بعد اس کے دل کو اللہ تعالیٰ اس طرف جھکا دے تو پھر شوق سے اس انجمن میں داخل ہو چنانچہ مینے بھی اس اعلان کے پہلے خود کئی دفعہ استخارہ کیا۔ اور نہ صرف خود ہی کیا۔ بلکہ کئی ایک نیک اور صالح دوستوں سے بھی استخارہ کروایا اور کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات بھی ہوئیں تب جا کر یہ کام مینے شروع کیا اور استخارہ کرنیکے بعد حضرت خلیفۃ المسیحؑ سے بھی اجازت لی چنانچہ اس انجمن کے وہ قواعد جس کی پابندی ہر ایک ممبر کو لازمی ہوگی وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کر کے اجازت حاصل کر لی گئی ہے وہ قواعد یہ ہیں (۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے اور جب موقعہ ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کر سکیں وہاں کریں جنہیں زیادہ موقعہ ملے اور علاقہ میں بھی (۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے (۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے اور لڑائی اور جھگڑوں سے بچے خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کریں ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کریں (۴) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے۔ جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹتی ہیں (۵) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کام پر مقرر کرے اطلاع دیں کہ انھوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا (۶) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پختہ کرنیکے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانیکے لئے ایک دوسرے کے لئے دعا کریں اور حدیث صحیحہ کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایکدوسرے کی دعوت کریں اور تہادوا تحابوا پر عمل کریں اور عام طور سے عموماً اور ممبراں سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں اور بوقت مشکلات

مدد کریں (۷) تسبیح اور تحمید پر کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم کے ہم پر لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں ان پر کثرت سے درود بھیجیں اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کیوقت خلفاء کا لفظ بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں (۸) اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں (۹) نماز میں پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لیے بھی کوشش کریں کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

جو صاحب استخارہ مقررہ کے بعد ممبر ہونا چاہیں مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ انکا نام درج کیا جائے اور آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین؀

(خاکسار مرزا محمود احمد از قادیان)

المجدّد

اِنَّ اللّٰہ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَاۡسِ کل ماۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابو داؤد) یعنی ضرور اللہ تعالےٰ ہر ایک صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہیگا جو دین اسلام کی تجدید کریگا۔

جب رسول اللہ جو ہدایت کے آفتاب تھے۔ تاریکی کے تمام فرزندوں کو اندھیری سے نکال کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو آپنے دنیا میں اپنے پیروں کے لیئے دو چیزیں چھوڑیں ایک کتاب اللہ اور دوسری اپنی سنت۔ ساتھ ہی اپنے متبعین کو یہ ایک خوش کن بشارت دی کہ اگرچہ جمیع کمالات نبوت اُس

ذاتِ پر ختم ہو گئے مگر ضرور ہے کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم کی خدمت اور احیائے سنت کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرماتا رہے یہ بشارت تو درحقیقت قرآن عظیم کے بعض استعاراتِ لطیفہ کی تفسیر تھی جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کے سچے متبعین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے خادموں کو نعمت قربِ الٰی ذاتہٖ سے متمتع فرمانیکا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ سبع مثانی کی دعا منجملہ انکے ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو شہید انبیاء۔ صلحاء اور صدیق بننے کی ترغیب دی ہے کیونکہ اس دوسری آیت میں بتادیا ہے کہ منعم علیہ گروہ کونسا ہے چنانچہ فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہدآء والصالحین ط

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب سکھائی ہے اور بتایا ہے خود اس تبارک و تعالیٰ کا منشا ہے کہ اس امت مرحومہ میں صالحین انبیاء صدیق اور شہداء پیدا ہوں پھر سورہ نور میں اس دعا کو قبولیت کا جامہ پہنا کر ایک وعدہ مومنین کو جو در اصل منعم علیہ گروہ کہلانے کے مستحق ہوں دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ انکو زمین میں خلیفے بنائیگا چنانچہ اصل آیت یوں ہے وعد اللہ الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ط

نہ صرف یہی بلکہ جہاں انبیا کا ذکر فرمایا ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ **محسنین** کو جو در اصل انبیاء جیسے صفات حسنہ اپنے اندر پیدا کرلیں۔ اور تقویٰ کے باریک در باریک رستے طے کریں اور اپنے تئیں آسمانی روشنی کے

موسود بنالیں تو ہم ان کو نبوت اور حکمت سے بہرہ اندوز فرمائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ووھبنا لہٗ اسحاق ویعقوب کلاً ھدینا و نوحاً ھدینا من قبل ومن ذریتہٖ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسٰی وھارون ط وکذٰلک نجزی المحسنین ط (جزو ۷ سورہ انعام) اور اسکے ساتھ ہی دوسرے انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ومن اٰبائھم وذریٰتھم واخوانھم واجتبینٰھم وھدینٰھم الٰی صراطٍ مستقیم ط

اس آیت میں صراط مستقیم کی ہدایت جن لوگوں کو دی گئی ہے ظاہر ہے کہ وہ انبیاء ہیں پس اسلام میں جو دعا اھدنا الصراط المستقیم کی سکھائی گئی ہے اس میں بھی اس نعمت و نبوت و حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

غرض اسلام میں ایسے ریفارمروں اور مصلحوں کا پیدا ہونا قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور عقلی طور پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور لا تبدیل لسنۃ اللہ نص صریح ہے کہ وہ ہر ایک گمراہی کے وقت کوئی نہ کوئی مصلح مبعوث فرماتا رہا ہے تو یہ ضرور ہے کہ جب تک بنی آدم صفحہ ہستی پر موجود ہیں ایسے ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے رہیں جو خلقتِ خدا کو راہِ راست دکھاتے رہیں اور ایسا نہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی صفات رحیمیت اور رحمانیت کو بٹہ لگتا ہے۔ جبکہ شروع سے اسکا یہ دستور ہے کہ ضرورتِ زمانہ کے موافق وہ منذروں اور مصلحوں کو بھیجتا رہا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ اپنی سنت اور دستور بالائے طاق رکھدے اور خواہ کتنی ہی نافرمانی اور سرکشی اور خیانت دنیا میں معراج پا جائے مگر آئندہ کوئی مصلح اور ریفارمر مبعوث نہ ہو غرض یہ امر عقل اور نقل دونوں طور سے بیّن ہے کہ دنیا میں مصلح اور ریفارمر

جو خاص اللہ تعالےٰ کے منشار کے ماتحت کام کرنیوالے ہوں اور جو خاص اسکی تجلیات کے مظہر ہوں وہ دنیا میں پیدا ہوتے رہیں اسی امر کی طرف یہ آیت اشارہ فرماتی ہے یابنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی (سورہ اعراف) پس جب تک بنی آدم ہیں خدا کے فرستادوں کا آنا بھی ضروری اور لابد ہے اور انسانی کانشنس کے عین موافق اور مطابق اور درحقیقت مذہب اُسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات تازہ بتازہ تجلی فرمائی رہیں ظاہر ہے کہ جب ایک امر صدہا سال سے قصہ کی صورت میں ہی چلا جائے اور اس کی تصدیق کے لیے کوئی تازہ نمونہ پیدا نہ ہو۔ تو اکثر طبیعتیں جو فلسفی رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں اس قصہ کو بغیر قوی دلیل کے قبول نہیں کر سکتیں جب کہ وہی خدا ہے۔ اور وہی صفات اور وہی ضرورتیں در پیش ہیں؟ تو پھر مامورین کا سلسلہ کیوں بند ہو اسی پاک عقیدہ کو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ علیہا السلام نے مجمع البحار صفحہ ۸۵ ظاہر فرمایا ہے چنانچہ فرماتی ہیں قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ - یعنی آنحضرت کو خاتم الانبیاء تو مانو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ چونکہ قرآن شریف نے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے ثابت کر دیا ہے کہ تمام تکمیل دین کی بلحاظ احکام امر و نواہی یا شریعت کے ہو چکی ہے اور اس تکمیل کے بعد کسی تکملہ کی ضرورت نہیں اور اسی لیے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم جیسی مکمل اور کامل کتاب بھیجکر جو فیہا کتب قیمۃ کی مصداق ہے تمام آنیوالے زمانہ کے مفاسد کے روکنے کی چیزیں اور تمام آنیوالی خرابیوں کے بیخکنی کی تدبیریں

سمجھادی ہیں اور تمدن اور سیاست کے حصول حصول دین و دنیا کے اسباب اور خداشناسی کے تمام ذریعے اور کامیابی کے تمام وسایل اور نجات کے تمام مدارات اور اعلیٰ اخلاق اور شایستہ اطوار بتلادیے ہیں اسلیے کسی اور کتاب کا آنا اس کتاب کے بعد جو کامل اور مکمل ہر طرح اور ہر پہلو اور ہر رنگ میں ہے۔ لغو اور عبث ٹھہرتا ہے بالخصوص اس حالت جب کہ اسکی حفاظت کا وعدہ اور اسکی عدم تحریف کا بیڑا خود اس قادر مقتدر نے اٹھایا ہو۔

تجربہ نے بھی یہی ثابت کردیا ہے کہ اس تیرہ سو کے عرصہ میں تمام خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کتاب سے تمسک کیا ہے اور اسی حربہ سے انھوں نے ہر ایک فتنہ کا اندفاع کیا ہے ہر ایک خرابی کا دفعیہ کیا ہے اور اسلام کے خلاف ہر ایک اعتراض کا جواب اسی سے دیا ہے۔ غرض خدا کا تجربہ بھی یہی ثابت کرتا ہے کہ قرآن کریم تمام زمانوں اور ضرورتوں کے لیے کافی ہے اسلیے تمام آیندہ کے آنیوالے اسی چشمہ کی فیض رسانی خلقت خدا کو کرینگے اور اسی سے ہی اپنی تعلیم اخذ کرینگے اور جس پر ایسی کتاب اتری اسی سے ہی نور معرفت یا نور نبوت حاصل کرینگے اور کیا اچھا کہا ہے ایک مجدد نے؎

اس نور پر فدا ہوں۔ اسکے ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

غرض جمیع احکام شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئے ہیں۔ مگر جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ لن یبقٰی بعدی من النبوۃ الا المبشرات بشارات کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ تشریعی وحی بند ہوگئی ہے اس لئے اب کوئی مصلح نئی شریعت لیکر نہیں آسکتا بلکہ اسی شریعت کاملہ کی پوری پوری متبع کا امت کے بعض افراد کو امامت حقہ کا ثمرہ ملیگا۔ اور یہی ایک امتیازی

نشان اسلام کو دوسری اقوام کے مقابل میں حاصل ہے۔
یہ امام یا خلیفہ یا مجدد اپنے وقت کا ظلی اور امتی نبی ہوتا ہے کیونکہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کا مصداق نبی ہی تھا۔ مولانا روم امام الزمان کی تعریف میں فرماتے ہیں "او نبی وقت خود باشد اے پسر" اور شاہ اسماعیل صاحب اپنی کتاب منصب امامت صفحہ ۹۳ میں فرماتے ہیں "خلیفہ راشد نبی حکمی ست" اور دیگر صوفیائے کرام کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلعم کے خلفاء لقب نبی سے ملقب ہو سکتے ہیں چنانچہ محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فھی نبوۃ التشریع فلا مقام لھا۔ یعنی نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے منقطع ہوئی ہے وہ نبوت تشریعی ہے نہ کہ نبوت تبشیری پھر اسی کے ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی " و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لا نبی بعدی کے یہی معنے ہیں کہ کوئی نبی تشریعی اب ایسا نہیں آسکتا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنسیخ ملت کرے علاوہ ازیں ابو الحسنات مولانا عبد الحی لکھنوی نے اپنے رسالہ دافع الوساوس فی اثر ابن عباس مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ بارہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یا زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد کسی نبی کا آنا محال نہیں ہے بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے چنانچہ علی قاری رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہیں اے لو عاش لکان من اتباعہ کعیسیٰ و خضر و الیاس فلا ینافض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ۔"

اب ان امور کے بیان کر دینے کے بعد کہ خلفاء یا مجددین کا آنا اسلام میں قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور یہ کہ کوئی خلیفہ یا مجدد یا امام قرآن شریف کی تعلیم سے باہر یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر نہیں آسکتا اور نیز یہ کہ آپ کے جانشینوں کا لقب نبی ہرگز ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ایسے مجددین یا خلفاء کی اطاعت کو اپنا جزو ایمان سمجھیں تو ہم اس کے بارے میں آیت استخلاف کو ہی لیتے ہیں چنانچہ یہ آیت ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک هم الفاسقون ط الجزو ۱۸ سورۃ نور یعنی جنھوں نے خلافت محمدی کی نافرمانی کی۔ یا اس نعمت کی قدر نہ کی۔ اور ناشکری کی تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ اب یہ تہدید ایک مومن کے دل کو کپکپا دینے والی تہدید ہے کہ انکار خلافت درحقیقت فسق میں داخل ہے اس کے علاوہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حدثنا عبد اللّٰہ حدثنی ابی حدثنا اسود بن عامر انا ابو بکر عن عاصم عن ابی صالح عن معاویہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من مات بغیر امامہ مات میتۃ جاھلیۃ مسند احمد صفحہ نمبر ۹۶ جلد ۴۔ یعنی جو شخص بغیر اقرار اطاعت یا شناخت امام کے مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ قرآن وحدیث دونوں سخت تہدید کر رہے ہیں کہ خلفائے آئمہ کا انکار سخت ہے بدبختی اور بدنصیبی ہے جس سے ہر ایک مسلمان کو ڈرنا چاہیئے۔

پھر شاہ اسماعیل صاحب منصب امامت میں فرماتے ہیں کہ جو خلیفۂ وقت کا منکر ہے اسکا ایمان معرض خطر میں ہے ایسے شخص کا نماز روزہ قبول نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یہ عبارت یوں ہے۔ "تاوقتیکہ در اطاعتِ امامِ وقت

گردن نہ نہد و اقرار با مامت نکند ہرگز عبادات مذکورہ در آخرت کار آمدنی نیست واز وارد گیر رب قدیر خلاص یا فتنی نہ من لم یعرف امام زمانہ مقدمات میتۃ جاہلیۃ۔ اسلیئے ہر ایک مسلمان خدا ترس کا فرض ہے کہ وہ امام وقت کی شناخت کرے اور اسکی اطاعت کو اپنا فرض عین سمجھے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی سچی خواب آتی ہو۔ یا کوئی الہام ہو جائے تو وہ اس منصب کے لائق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خواب اور الہام کا ہونا تو عام مومنوں کے لیئے وعدہ دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا لھم البشرٰی فی الحیوۃ الدنیا بلکہ امام الزمان اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں رکھتا ہے۔ جس سے وہ عام مومنوں سے تمیز کیا جاسکتا ہے اور درحقیقت امام کو وہ کاملہ تامہ حالت دیجاتی ہے جو دوسروں میں خواہ وہ ہزاروں نیک اعمال کریں۔ موجود نہیں ہو سکتی۔ امام کو اللہ تعالیٰ ایک خاص قوت عطا فرماتا ہے جو اسکو امامت کے قابل بناتی ہے یعنی قوت امامت یا قوت پیشروی۔

پھر امام الزمان کو اللہ تعالیٰ اخلاق حمیدہ عطا کرتا ہے کیونکہ اگر بدخلق ہوگا تو کون آدمی اس کی صحبت میں بیٹھکر فائدہ حاصل کریگا اللہ تعالیٰ آنحضرت کی نسبت فرماتا ہے لِنتَ لھم پس جو سچا خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اس میں حلم بردباری صبر تحمل یہ تمام صفات موجود ہونگی کیونکہ دنیا کے بدخلقوں اور شریروں سے اسکو مقابلہ کرنا ہوتا ہے اسلیئے یہ ضروری ہے کہ وہ عفو اور معافی اپنا طریق رکھتا ہو اور اس امر کا یعنی اخلاق حسنہ کا ہونا امام الزمان کے لیئے نہایت ضروری ہے کیونکہ زیادہ تر چیز جو اسکو یعنی لوگوں سے ممیز کر سکتی ہے وہ اعلیٰ اخلاق کی طاقت ہے آنحضرت صلعم کی نسبت فرمایا گیا ہو انک لعلیٰ خلق عظیم۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا سچا

خلیفہ ہوگا۔ وہ خلق عظیم کیساتھ مبعوث ہوگا۔

پھر امام کے لیئے وحی الٰہی کا ہونا نہایت ضروری ہے جو سخت وقتوں میں اسکو بشارت دے اور جن کے ذریعہ علوم دینی اور خدا تعالےٰ کے حقائق کھلیں اور جن سے وہ مخالفین کے مقابلہ پر انذاری نشان بذریعہ پیشگوئی کے دکھلائیں اور جس کے ذریعہ وہ عام مخلوق کو اللہ تعالےٰ کے عین منشار کے ماتحت لائیں پھر امام کے لیئے بسطۃ فی العلم کا ہونا لازمی ہے تاکہ اپنے مذہب کے علمی معجزات کا اظہار اس کے ہاتھوں سے ہو اور وہ صحیح تعلیم اللہ قرآن شریف کے اصل مفہوم پر خلق خدا کو آگاہ کرے۔ پھر امام الزمان کے لیئے اعلیٰ نسب اور شریف خاندان سے ہونا لازمی ہے تاکہ بعض لوگوں کو اسکے ماننے میں کوئی کراہیت نہ پیدا ہو۔

پھر امام الزمان کے لیے عفت اور پرہیزگاری کا ہونا ضروری ہے اور اس کے چال چلن پر کسی قسم کا دھبا نہیں ہونا چاہیئے لقد لبثت فیکم عمراً۔ مگر ہاں ایک امام کو اپنی صداقت کے لیئے محض یہ دعویٰ کرنا کافی نہیں ہے۔ کہ اسکا دامن تمام قسم کی بدیوں سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری تابعداری کرتا ہے اور اس کا چال چلن نہایت درجہ کا اعلیٰ ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک شخص محض ریاکاری یا دکھاوے کے لیئے اپنے تئیں متقی اور راستباز ظاہر کرے اور اپنے ظاہری اعمال ایسے بنالے جس سے کسی شخص کو اسپر حرف گیری کا موقعہ نہ ملے اور ممکن ہے کہ اس کے دل میں تو اللہ تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت اور محبت نہو مگر وہ نہ سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالا اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنیوالا بنالے اسلیئے ظاہر ہے کہ محض ظاہری چال چلن کا عمدہ ہونا کسی راستباز کے لیئے اسکی راستبازی کی مہر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جیسا کہ اکثر لوگوں

کو دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ در پردہ اول درجہ کے بدمعاش ہوتے ہیں مگر ظاہری اعمال اُن کے اچھے نظر آتے ہیں اسلیئے حقیقی اور سچی راستبازی کے لیئے خدا تعالیٰ کی شہادت کی ضرورت ہے جو عالم الغیب ہے۔ اور در حقیقت اگر یہ شہادت خداوندی نہو تو دنیا میں اندھیر پڑجانے کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک شخص در پردہ بُرے اعمال کرنیوالا بھی نیکی کا دعویدار ہو سکتا ہے اسواسطے اللہ تعالےٰ نے شروع سے ہی مابین صدق اور کذب کے ایک ما بہ الامتیاز رکھا ہے جس سے صادق پہچانا جاتا ہے۔ ع

گرچہ ہر کس ز رہ لاف بیانے دارد ٭ صادق آنست کہ از صدق نشانے دارد

اور جو امر کہ مابین صادق اور کاذب کے امتیاز دکھاوے اسکا نام دوسرے لفظوں میں نشان ہے پس ایک صادق امام اور قابل اطاعت امام کے لیئے نشان کا ہونا ضروری ہے جس سے وہ شناخت کیا جاوے اور اس کو عام لوگوں سے تمیز دیجاوے اس نشان کا دکھانیوالا دنیا میں ایک ہی مذہب ہے جسکا نام ہے اسلام نہ صرف اسلیئے کہ اس کے نشانات محض ذات نبوی ؐ سے ہی منقطع ہو گئے بلکہ اس لیئے کہ وہ ہر زمانہ مجددین اور خلفاء کے ہاتھوں سے وہ وہ نشانات اُنکے ظاہر کرتا ہے جس سے دوسرے مذاہب بالکل تہیدست ہیں وہ کامل کتاب ان تمام نشانات سے بھری پڑی ہے جنکا وقوع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور نوابوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے اور ہوتا رہیگا چنانچہ دنیا نے اس زمانہ میں ہی ایک امام کے ذریعہ ان بعض نشانات کے ظہور کو برای العین مشاہدہ کرلیا ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض متعصب اور بیشرم لوگ ان سے انکار کریں مگر ایسے لوگ وہی ہیں جو کہ سونے کو غلطی سے پیتل ہی بتاتے ہیں۔ ع

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ٭ کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہمنے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے ٭ یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہمنے

فقط محمد مرتضیٰ خان عنبر از پٹیالہ

سُلّم الوصول الیٰ اسرار اسراء الرسول

(مصنفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو)

"حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات اسلام کی ترقی کے لیئے نظارے دکھائے گئے نادانوں نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اور اُسے محض ایک سیر قرار دیکر جسمانی روحانی کی بحث چھیڑ دی ہے ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کو معراج ایک نورانی جسم کیساتھ عین بیداری میں ہوا۔ سنۃ اللہ کے متعلق سید صاحب کی تشریح غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔"

ناظرین پر واضح ہو کہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی نے دو رسالے جن میں سے ایک کا نام سلّم الوصول الیٰ اسرار اسراء الرسول اور دوسرے کا نام نزول الملائکہ ہے۔ ایک ساتھ طبع کرائے ہیں اور ان دونوں رسالوں کے اخیر پر ایک اعلان درج کیا ہے۔ جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

اعلان

"اگر مرزا صاحب ان رسائل ثلٰثہ یعنی شہادت القرآن اور سلّم الوصول اور نزول الملائکہ کے دلایل کو ضعیف اور غلط ثابت کر کے ان رسائل کے مدعا کے خلاف کو بدلایل قرآنیہ پایۂ ثبوت تک پہنچا دیں تو بندہ اپنے قلم کو توڑ دیگا۔ اور مسیح علیہ السلام کے رفع آسمانی اور رسول اللہ صلعم کے معراج جسمانی کے خلاف پر اعتقاد کر لینے میں ہرگز تامل نہیں کریگا۔ اور میں اس امر کو نہایت زور

سے بآواز بلند ظاہر کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اس امر میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکینگے۔ رسالہ شہادت القرآن کا جواب مرزا صاحب کی لیاقت علمی سے باہر ہے"

ریویونگار۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔ شاید بعض روشن خیال ذی فہم و نکتہ رس حضرات اس شہرت طلب مشیخت مآب مولوی کی طفلانہ و سفیہانہ تعلی پر ہنس کر چپ ہو جائینگے مگر میرے نزدیک چونکہ اس اعلان سے ناواقف مسلمان دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ اس لیئے ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ کہ ایسے متکبر و بد دماغ مدعی علم کی حقیقت طشت از بام کر دیجائے اور اسکو اسکے اصلی روپ میں دکھلا دیا جائے۔ اس لیئے میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ ابراہیم کے دونوں رسالوں یعنے سلم الوصول اور نزول الملائکہ پر ترتیب وار ریویو شایع کیا جائے۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان

سیالکوٹی مولوی نے سلم الوصول کے صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔

"کہ رسالہ شہادۃ القرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہٖ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا بغایت تحقیق و نہایت تدقیق معقولاً و منقولاً ثابت کر دیا گیا ہے اور لفظ توفی کی نسبت بڑی بڑی عجیب و دلچسپ بحث سے بحوالہ کتب لغت و محاورات عرب و تفاسیر معتبرہ محقق کر دیا گیا ہے کہ اس لفظ کے معنے بحسب الوضع اخذ الشئ وافیاً ہیں۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا پکڑ لینا اور براہین قویہ قاہرہ سے رفع الی السماء کو معقولی طور پر ممکن الوقوع ثابت کر دکھایا ہے اور حضرت روح اللہ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول عینی کی حکمت لطیف طور پر قرآن شریف سے بیان کی گئی ہے۔ جس کے بعد سلیم الفطرت انصاف پسند محقق شخص کو کوئی شک باقی

نہیں رہ سکتا۔ اور مخالف کے پاس اس کے نقض وتردید میں بجز انواع حیل کاسدہ و اوہام فاسدہ کے اور کچھ نہیں۔"

مولوی ابراہیم کی یہ خود ستائی سراسر خلاف واقع وکذب صریح ہے ہنے رسالہ شہادت القرآن بغور پڑھا ہے اس میں کوئی مجتہدانہ ومحققانہ بات نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا ابراہیم تو کیا دنیا میں کوئی بھی نہیں جو ثابت کر سکے۔ قرآن کریم کی آیت فیہا تحیون وفیہا تموتون ہی اس عقیدہ کے ابطال کے لیئے کافی ہے۔ وہ شخص جو اسی زمین پر اپنی زندگی کے ایام یعنی اکیسو بیس برس پورے کر کے فی الحقیقت وفات پا گیا۔ اور اٹھارہ سو برس سے سری نگر محلہ خانیار میں مدفون چلا آتا ہے۔ اُسکا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا بھلا کوئی شخص معقولاً ومنقولاً کیونکر ثابت کر سکتا ہے اگر مولوی ابراہیم کو اپنی رسالہ شہادت القرآن پر ناز ہے۔ تو اُسے لازم ہے۔ کہ وہ اپنے رسالہ سے اُس دلیل کو جسے وہ نہایت زبردست قطعی اور اٹل اور مایۂ ناز دلیل سمجھتا ہو۔ منتخب کر کے کسی اخبار کے ذریعہ سے پبلک میں پیش کرے پھر انشاء اللہ العزیز اُسے خود معلوم ہو جائیگا۔ کہ جس چیز کو وہ چشمۂ آبحیات سمجھ رہا تھا۔ وہ محض سراب ہے۔ اجی مولوی صاحب! ہمارا یہ زمانہ عقل کی تیزی ذہن کی صفائی اور علم کی روشنی کا زمانہ ہے۔ اس لیئے آجکل اگر ایسا کوئی مولوی ملّا بیہودہ تخیلات و بے بنیاد توہمات کو براہین قویہ قاہرہ قرار دیکر حقیقی کامیابی حاصل کرنا چاہے۔ تو قریب قریب یہ بات غیر ممکن معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ جو علم وعقل کی روشنی سے کافی حصہ لے چکے ہیں۔ آپ کے ادلّہ کو تار عنکبوت سے زیادہ ضعیف

سمجھکر براہین احمدیہ کی نورانی شمع پر پروانہ وار فدا ہوتے جاتے۔ اور گروہ درگروہ اور جوق درجوق سلسلہ عالیہ میں داخل ہونیکو چلے آتے ہیں۔ چنانچہ فرزند علی بجواب ابراہیم اس دعوے کی تصدیق کے لیئے ایک تازہ گواہ موجود ہے۔ الغرض آپ نے جو دلائل حیات مسیح اور رفع الی السماء بجسدہ العنصری کے متعلق شہادۃ القرآن میں پیش کیئے ہیں۔ انپر آپکا ناز بیجا ہے۔ علاوہ بریں ان سب دلائل کے جواب سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں اور رسالوں مثل عسل مصفی اور شہادۃ الفرقان۔ الدلیل المحکم۔ کشف الدجے وغیرہ میں کافی ووافی موجود ہیں۔ اور میرا ایک رسالہ کشف الاسرار نام جو مطبع بدر قادیان سے حال میں ہی شایع ہوچکا ہے۔ اس میں مدعیان حیات مسیح اور رفع الی السماء بجسدہ العنصری کے تمام حیل کاسدہ اور اوہام فاسدہ کا قلع قمع کردیا گیا ہے۔ اسے منگا کر ضرور دیکھیئے اور ہو سکے۔ تو جواب تحریر فرمایئے۔ مگر اس امر کو میں نہایت زور سے باواز بلند ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی ابراہیم صاحب اس امر میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکینگے۔ اور ہرگز نہیں ہوسکینگے۔ کیونکہ رسالہ کشف الاسرار کا جواب مولویصاحب کی لیاقت علمی اور قوت عقلی سے باہر ہے۔ اگر خدانخواستہ مولوی صاحب اسکا جواب لکھدینگے۔ تو بندہ اپنے قلم کو توڑدیگا۔ اور اسے پھر کبھی نہ بنائیگا۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب کو جس تحقیق و تدقیق پر ناز ہے اور جس کو وہ شہادۃ القرآن کی بڑی عجیب ودلچسپ بحث قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی تحقیق و تدقیق ہے۔ جسکا ذکر انہوں نے سلم الوصول میں بہت کچھ فخر کے ساتھ مختصراً تحریر فرمایا ہے۔ یعنی لفظ توفی کی نسبت یہ تحقیق

کہ اس لفظ کے معنے بحسب الوضع پورا پورا پکڑ لینا ہیں مگر میں عرض کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی یہ تحقیق وتدقیق نہ ان کے عجیب وغریب دماغ کی خالص پیداوار ہے۔ نہ اس سے مدعیان حیات مسیح کے مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ فاعل اور انسان مفعول ہو تو باب تفعّل سے جو لفظ توفی آتا ہے۔ اسکے معنی از روئے لغت صرف روح کو پکڑ لینے کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ خواہ وہ پکڑ لینا پورے طور پر ہو یا ادھورے طور پر ہو۔ اب مولوی صاحب کی تحقیق وتدقیق کے مطابق لفظ توفی کے معنے اگر ہر حالت میں پورا پورا پکڑ لینے کے مان لئے جائیں تاہم اس قبض تام یعنی پورا پورا پکڑ لینے کا تعلق صرف روح کیساتھ پایا جاتا ہے جسم کیساتھ ہرگز نہیں۔ اسلیئے مولوی صاحب کے مسلک پر اس لفظ کے معنے بحسب الوضع اخذ الشئی وافیاً بنکر بھی صرف اخذ الروح وافیاً ہی ثابت ہوتا ہے اخذ الروح مع الجسم ہرگز ثابت نہیں ہوتا بناءً علیہ مولوی صاحب کی غایت تحقیق ونہایت تدقیق سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ آیت کریمہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو قابض الارواح نے پورا پورا پکڑ کر آسمان پر اوٹھا لیا۔ اور ان کے جسم کو زمین پر بیکار چھوڑ دیا۔ اور اسی کا نام موت ہے۔ پس مولوی صاحب کی اس تحقیق وتدقیق سے حضرت مسیح علیہ السلام کا زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا جانا تو ثابت نہ ہو سکا۔ البتہ مولوی صاحب کا بلید الطبع غبی الذہن سطحی الخیال ہونا بیشک ثابت ہو گیا۔

معزز ناظرین! مولوی ابراہیم صاحب کا رسالہ سلم الوصول صفحہ ۱۴۴ پر ختم ہوا ہے۔ جس میں ایک مقدمہ اور ایک وصل اور دو فصلیں ہیں مولوی صاحب نے مقدمہ رسالہ میں یہ دکھلایا ہے۔ کہ "تفاوت طبائع کا مسئلہ

حکمائے سلف وخلف میں بالاتفاق مسلم ہے۔" اور پھر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ کہ "یہ افراد صلوات اللہ علیہم وسلامہ حسب استعداد فیوض رحمانیہ سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اور اپنی فطرت کے مطابق انعام جزیلہ ومواہب جلیلہ کے مورد بنتے ہیں۔ ان افراد سے میری مراد انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین میں سے اکابر اولیائے عظام ہیں کہ مخلوق الٰہی میں ان کے میزان پر اور کوئی نہیں تل سکتا"۔

پھر چند معجزات کو مثالاً پیش کر کے لکھا ہے۔ کہ "انکے دیگر کمالات اعجازی طور پر دوسروں سے بدرجہا قوی تر ہیں۔ گو ان کے جسم اور اعضا دوسروں کی مانند نظر آتے ہیں"۔

اس مقدمہ کے درج کرنے سے اگر مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی نسبت جو معجزات و خوارق عادات منسوب کیئے جائیں وہ اگرچہ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے خلاف اور سنن آلہیہ کے برعکس ہی کیوں نہوں لیکن تفاوت طبائع کے مسئلہ پر بلا ثبوت وبیچون وچرا تسلیم کر لیئے جائیں تو ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کا یہ مطلب سراسر خبط بے ربط ہے اور اگر منشاء یہ ہے کہ جو معجزات وخوارق عادات حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے نصوص قرآنیہ وحدیثیہ وسنن آلہیہ کے موافق ولائل بیّنہ وغیرہ وواقعات صحیحہ وشہادات معتبرہ سے ثابت ہوں وہ قابل تسلیم بلکہ واجب القبول ہیں۔ تو اس سے ہم احمدیوں کو انکار نہیں پس اس مقدمہ کا فیصلہ مولوی صاحب کے حق میں کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ صریحاً انکے مقصد کے خلاف ہے۔ لہذا محض تفاوت طبائع کے مسئلہ کو معراج جسمانی کی دلیل ٹھہرانا سراسر نادانی ہے۔

مقدمہ کے بعد ۳ میں کے زیر عنوان مولوی ابراہیم صاحب اس طرح رقمطراز ہیں "بعض لوگ آیت ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا کو معجزہ اور کرامت کے انکار کا بہانہ بناتے ہیں حقیقت میں وہ اس قول و خیال میں سخت غلطی پر ہیں کیونکہ اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ سارے قرآن شریف میں جہاں کہیں سنت اللہ پر عدم تبدیل کا حکم لگایا ہے۔ ان سب مقامات میں سنت اللہ سے مراد عذاب الہی ہے۔ اور قرآن شریف میں اس امر کا ایسا التزام کیا گیا ہے کہ سارے قرآن شریف میں ایک مقام بھی اس سے خالی نہیں۔ سو اللہ تعالےٰ اس عذاب مہلک کی نسبت فرماتا ہے کہ میرے بھیجے ہوئے عذاب کو نہ تو کوئی بدل سکتا ہے اور نہ کوئی ٹال سکتا ہے۔ اس امر کے سمجھنے کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ انصاف پسند طالب وہ سب مقامات جہاں یہ الفاظ یا ان کے ہم معنی الفاظ وارد ہوئے ہیں نکالکر ماقبل و مابعد پر بغور نظر کرے۔ تو بفضلہ تعالےٰ ان الفاظ کے ساتھ ہی عذاب الہی کا ذکر بالتصریح موجود ہوگا۔ پس قاعدہ نظم و ارتباط قرآن کریم اس کو اس امر کی تسلیم پر مجبور کردیگا۔ کہ ان سب آیات میں سنت اللہ سے مراد عذاب الہی ہے"

ناظرین! مولوی صاحب کی اس تفسیر کی اصل حقیقت ظاہر ہونیکے لئے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ لفظ سنت کے معنے کیا ہیں۔ چونکہ یہ امر ظاہر ہے۔ کہ لغت کی کتابوں میں سنت کے معنے راہ و روش اور عادت کے لکھے ہوئے ہیں اسلیئے حوالجات پیش کرنیکی ضرورت نہیں۔ اصطلاح فقہ میں اس لفظ کے جو معنی ہیں۔ وہ بھی مشہور ہیں۔ احادیث میں یہ لفظ جس معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ وہ بھی مخفی نہیں حدیث علیکم بسنّتی و سنۃ الخلفا

الراشدین المهدیین بطور نمونہ کافی ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس غرض کے پورا کرنیکے لئے قرآن کریم کے وہ تمام مقامات جہاں یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین۔ پارہ ۹ رکوع ۱۹

(۲) ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین ۰ وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن ۰ کذلك نسلکہ فی قلوب المجرمین لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین۔ پ۱۴ رکوع ۱

(۳) وان کادوا لیستفزونك من الارض لیخرجوك منھا واذا لا یلبثون خلفك الا قلیلا سنۃ من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا ۰ پارہ ۱۵ رکوع ۸

---

(۱) ترجمہ مولوی نذیر احمدؒ۔ اے پیغمبر کافروں سے کہو کہ اگر (اب بھی اپنی شرارتوں سے) باز آجائیں تو انکے پچھلے قصور معاف کر دیئے جائینگے۔ اور اگر پھر شرارت کرینگے تو اگلے لوگوں کی روش پڑ چکی ہے (وہی انجام انکا بھی ہونا ہے)

(۲) اور اے پیغمبر ہمنے تمسے بھی اگلے لوگوں کے (بہت سے) گروہوں میں (پیغمبر) بھیجے تھے اور ان لوگوں کا بھی دستور تھا۔ کہ جب انکے پاس پیغمبر آتا۔ اس کی ہنسی اڑاتے تو جس طرح اگلے لوگ اپنے پیغمبروں کیساتھ شرارتیں کرتے رہے اسی طرح ہم ان کافروں کے دلوں میں (بھی ویسی ہی) شرارت ڈالدیتے ہیں (تو) یہ قرآن پر ایمان لانیوالے نہیں اور یہ رسم (کچھ انوکھی نہیں) اگلوں ہی سے ہوتی چلی آئی ہے۔

(۳) اور یہ لوگ تو تمکو (اس) زمین (مکہ) سے دل برداشتہ کرہی چلے تھے تاکہ تمکو

(۴) وما منع الناس ان یومنوا اذ جاءھم الھدٰی ویستغفروا ربہم الا ان تاتیہم سنۃ الاولین او یاتیہم العذاب قبلا پارہ ۱۵ رکوع ۲۰

(۵) ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل وکان امر اللہ قدرا مقدورا الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ وکفی باللہ حسیبا پارہ ۲۲ رکوع ۲

(۶) لئن لم ینتہ المنفقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا پارہ ۲۲ رکوع ۵

یہاں سے نکال باہر کریں اور ایسا ہوتا تو تمہارے (گئے) پیچھے یہ لوگ بھی چند روز سے زیادہ (اطمینان سے اپنے وطن میں) نہ رہنے پاتے تم سے پہلے جتنے رسول ہمنے بھیجے ہیں انکا یہی دستور رہا ہے۔ اور (جو) دستور رہا ہے ٹھہرائے ہوئے ہیں ان میں تم کبھی بھی رد و بدل ہوتا ہوا نہ پاؤ گے۔

(۴) اور جب لوگوں کے پاس ہدایت آچکی تو (اب) ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے مغفرت مانگنے سے انکو اسکے سوا اور کون امر مانع ہو سکتا تھا۔ کہ اگلے لوگوں کا (سا) ماجرا انکو بھی پیش آئے یا (ہمارا) عذاب ان کے سامنے آموجود ہو۔

(۵) اللہ نے پیغمبر کے لیئے جو بات ٹھہرا دی ہو اس (کے کرنے میں) پیغمبر کیلئے کچھ مضایقے (کی بات) نہیں جو پیغمبر پہلے ہو چکے ہیں انمیں (بھی یہی) عادت الہی (رہی) ہے کہ انپر خدا نے نکاح کے بارے میں تنگی نہیں کی اور خدا کے جتنے کام ہیں ایک امر تقدیری (ہیں جو روز ازل سے) ٹھہرے ہوئے ہیں وہ اگلے پیغمبر (اس صفت کے تھے۔ کہ خدا

(۷) ولا یحیق المکر السیّئ الا باھلہ، فھل ینظرون الا سنت الاوّلین فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً، ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً پارہ ۲۲ رکوع ۱۷

(۸) فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا باسنا سنۃ اللہ التی قد خلت فی عبادہ وخسر ھنالک الکفرون پارہ ۲۴ رکوع ۱۴

کے پیغام (لوگوں کو) پہونچاتے تھے۔ اور خوف خدا رکھتے تھے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے تو اے پیغمبر تم کیوں ڈرو اور حساب (اعمال) کیلئے اللہ بس ہے (وہ سب سمجھ لیگا۔ لوگو)

(۶) منافق اور وہ لوگ جنکی نیتیں ہیں اور جو لوگ مدینے میں (جھوٹی جھوٹی) افواہیں پھیلایا کرتے ہیں اگر (اپنی حرکات سے) باز نہ آئے تو اے پیغمبر ہم تم ہی کو ایک نہ ایکدن انپر اکسا دیں گے پھر یہ لوگ مدینے میں تو تمہارے پڑوس میں ٹھہرنے پائینگے نہیں مگر چند روز (عارضی طور پر پھر) انکا یہ خیال ہوگا۔ کہ ہر طرف سے پھٹکارے ہوئے جہاں ملے پکڑا اور مار کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ جو لوگ پہلے گذرے ہیں ان میں (بھی) خدا کا یہی دستور رہا ہے (اے پیغمبر) تم خدا کے دستور میں ہرگز کسی طرح کا ردوبدل نہ پاؤ گے۔

(۷) اور بری تدبیر (الٹی) بری تدبیر کرنیوالے ہی پر پڑتی ہے تو ہونہو (یہ لوگ) اسی برتاؤ کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ تو اے پیغمبر تم خدا کے قاعدے کو ہرگز ٹلتا ہوا نہ پاؤ گے

(۸) مگر جب انھوں نے عذاب کو آتے دیکھ لیا تو اسوقت انکا ایمان لانا ان کو کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوا (یہ) دستور الہی ہے۔ جو سدا سے اس کے بندوں میں جاری ہے۔ اور جو لوگ منکر تھے، نزول عذاب کے وقت وہی گھاٹے میں رہے۔

(۹) اور اگر کافر (اسوقت) تم مسلمانوں سے لڑتے۔ تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے

(۹) ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیا ولا نصیراً سنة الله التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلاً پارہ ۲۶ رکوع ۱۱

اب ان تمام آیات قرآنیہ پر نظر ڈالنے سے لفظ سنت کے وہی معنی ثابت ہوتے ہیں جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں یعنی راہ و روش اور عادت پس لفظ سنت کے معنی قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو جانیکے بعد دو باتیں اور تحقیق طلب باقی رہتی ہیں (۱) یہ کہ آیا خداوند تعالےٰ کی صرف ایک ہی روش اور عادت ہے۔ کہ وہ اپنے بھیجے ہوئے عذاب کو تبدیل و تحویل نہیں کیا کرتا۔ یا اسکی کچھ اور روشیں اور عادتیں بھی ہیں (۲) یہ کہ اگر خداوند تعالےٰ کی اور روشیں اور عادتیں بھی ہیں۔ تو ان میں تبدیل و تحویل ہوا کرتی ہے یا نہیں۔ ان دونوں باتوں کے متعلق ہم چند آیات قرآنیہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) (الف) ان الله لا یخلف المیعاد اللہ تعالےٰ اپنے قطعی وعدوں میں تخلف روا نہیں رکھتا (ب) لا تبدیل لکلمات الله۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں

(۲) وما کنا مهلکی القریٰ الا و اهلها ظالمون۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم کسی بستی کے لوگوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے۔ مگر صرف ایسی حالت میں کہ جب وہ لوگ ظالم ہوں۔

(۳) وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم عذاب عام نازل نہیں کیا کرتے۔ جب تک پہلے کوئی رسول نہ بھیج لیں۔

پھر انکو نہ کوئی حامی ہی ملتا۔ اور نہ کوئی مددگار (یہ) اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اور لاے پیغمبر) تم اللہ کے دستور میں کچھ تغیر و تبدل ہوتا ہوا نہ پاؤ گے۔

(۴) وما کان اللہ معذبہم وھم یستغفرون ط سنت اللہ ہے۔ کہ جب لوگ استغفار میں مشغول ہوجاتے ہیں تو اُن پر عذاب نازل نہیں ہُوا کرتا یعنی استغفار کی وجہ سے عذاب ملتوی یا موقوف ہوجاتا ہے۔

(۵) (الف) ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ط (ب) قد خاب من افتریٰ۔ سنت اللہ ہے کہ مفتری علی اللہ خائب وخاسر جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔

(۶) (الف) کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (ب) انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد ط اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہمنے یہ لکھ رکھا ہے کہ ہم اور ہمارے رسول ہی غالب رہینگے۔ پھر فرماتا ہے۔ کہ ہم اپنے رسولوں اور مومنین کی مدد کیا کرتے ہیں۔ اس دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(۷) فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ط سنت اللہ ہے۔ کہ جن لوگوں پر حقیقتاً موت وارد ہوجاتی ہے۔ وہ پھر دنیا میں زندگی بسر کرنیکے لیے واپس نہیں بھیجے جاتے۔

(۸) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کیا کرتے ہیں۔ ہم انکو اپنی راہیں دکھایا کرتے ہیں

(۹) اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لوگو! یقیناً جان لو کہ اللہ زمین کو اسکے مرنیکے بعد جلایا کرتا ہے۔

یہ چند آیات قرآنیہ جو نمونہ کے طور پر ہمنے نقل کی ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی صرف ایک ہی عادت و روش نہیں۔ کہ اسکے بھیجے ہوئے عذاب میں تبدیل و تحویل نہیں ہُوا کرتی چنانچہ کوئی عقلمند اس بات

سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ خداوند تعالےٰ جس طرح پہلے وعدہ شکنی نہیں کیا کرتا تہا۔ اب بھی نہیں کرتا۔ نہ آیندہ کریگا۔ اور وہ جس طرح پہلے ظالموں کو سزا دیا کرتا تہا۔ اب بھی دیتا ہے۔ اور آیندہ بھی دیگا۔ اور خدا جس طرح پہلے استغفار کرنیوالوں پر عذاب نازل نہیں کیا کرتا تہا۔ اب بھی نازل نہیں کرتا۔ اور آیندہ بھی نازل نہیں کریگا۔ جس طرح اللہ اور رسول اور سچے مومنین پہلے غالب ہوتے رہے اب بھی غالب ہوتے ہیں۔ اور آیندہ بھی غالب ہوتے رہینگے خدا جس طرح پہلے مردہ زمین کو بارش سے جلایا کرتا تہا۔ اب بھی جلاتا ہے۔ اور آیندہ بھی جلائیگا خدا جس طرح پہلے اپنی راہ میں مجاہدہ کرنیوالوں کو ہدایت کیا کرتا تہا۔ اب بھی کرتا ہے۔ اور آیندہ بھی کرتا رہیگا۔ وغیرہ وغیرہ

اب اگر کوئی نادان اور ضدی آدمی ان عادات الٓہیہ یا مستمرہ و دائمی نوامیز الٓہیہ کو متبدل و محوّل قرار دیکر صرف ایک عادت الٓہی متعلق بعذاب کو غیر متبدّل و غیر محوّل قرار دے تو پہر تمام صفات الٓہیہ مثل ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت کا سلسلہ درہم برہم ہو کر توبہ توبہ نعوذ باللہ خدا ہی ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہذا مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ عذاب کے متعلق جو سنت اللہ ہے۔ اسکے علاوہ سنن الٓہیہ اور بہی ہیں جن میں تبدیل و تحویل غیر ممکن ہے اور ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً کا حکم ان سے بہی متعلق ہے۔

جب نصوص قرآنیہ و دلایل عقلیہ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی۔ کہ سنۃ اللہ سے مراد صرف ایک عادت ارسال عذاب ہی نہیں۔ بلکہ اور بہی بہت سی عادتیں ہیں جن میں تبدیل و تحویل ممکن نہیں۔ یا یوں کہا جائے۔ کہ سنت اللہ عذاب الٓہی کے معنے میں محدود نہیں۔ تو مولوی ابراہیم کا یہ من گھڑت اور خود تراشیدہ قاعدہ کہ سارے قرآن شریف میں جہاں کہیں سنت اللہ پر عدم تبدیل کا حکم

لگایا ہے۔ ان سب مقامات میں سنتہ اللہ سے مراد عذاب الٰہی ہے محض غلط وفاسد
نکالا۔ اور اس قاعدہ کی بناپر انہوں نے جو یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ عذاب الٰہی کے سوائے
اور سنن الہیہ میں تبدیل وتحویل ممکن ہے۔ یہ نتیجہ بھی باطل اور بنائے فاسد علی الفاسد
ہے۔ عجیب بات ہے۔ مولوی ابراہیم صاحب کی تفسیر کے مطابق سنت اللہ سے
مراد صرف عذاب الٰہی ہے۔ اور سورہ یونس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
عذاب ٹلجاتا ہے۔ اس صورت میں آیت کریمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً محض
بےمعنی قرار پاتی ہے۔ مولوی صاحب کسی نے سچ کہا ہے ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی ؛ ببری رونق مسلمانی

مزید تشریح کے لیئے پارہ ۲۲ رکوع ۲ کی آیت ذیل کی طرف مولوی
ابراہیم صاحبکو مکرر اور خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے
ما کان علے النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من
قبل وکان امر اللہ قدراً مقدوراً ہ الذین یبلغون رسلت اللہ
ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفٰی باللہ حسیباً ط ترجمہ اللہ نے
پیغمبر کے لیئے جو بات ٹھہرا دی ہو۔ اس (کے کرنے میں) پیغمبر کے لیئے کچھہ مضائقہ
(کی بات) نہیں۔ جو پیغمبر پہلے ہو چکے ہیں۔ ان میں (بھی یہی) عادت الٰہی رہی ہے
کہ انپر خدا نے نکاح کے بارے میں تنگی نہیں کی۔ اور (خدا کے جتنے کام ہیں ایک
امر تقدیری (ہیں جو روز ازل سے) ٹھہرے ہوئے ہیں وہ اگلے پیغمبر اس صفت
کے تھے۔ کہ خدا کے پیغام لوگوں کو پہنچاتے۔ اور خوف خدا رکھتے تھے۔ اور خدا
کے سوائے کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ تو اے پیغمبر تم کیوں ڈرو اور حساب اعمال
کیلئے اللہ بس ہے وہ سب سمجھہ لیگا۔

اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایک سنتہ اللہ کا بیان

کیا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ سنت اللہ صرف گزشتہ زمانہ کے ساتھ مخصوص و محدود تھی۔ یا ایک دائمی و غیر متبدل قانون کی طرح مستمرہ طریق پر جاری و ساری چلی آتی ہے۔ اور اسی طرح چلی جائیگی۔ اگر کہا جائے۔ کہ صرف گزشتہ زمانہ کے ساتھ مخصوص و محدود تھی۔ تو پھر یہ بتایا جائے۔ کہ مسیح موعود کا نکاح جو احادیث مین بیان کیا گیا ہے۔ وہ سنت اللہ کے مطابق ہوگا۔ یا اس کے خلاف۔ اگر مطابق ہوگا۔ تو پھر اس سنت اللہ کا متبدل و زمانہ گزشتہ زمانہ کے ساتھ مخصوص و محدود ہونا باطل ہوا۔ اور لفظ سنت اللہ کا استعمال شادی کے محل بلکہ نبیوں کی شادی کے محل پر بھی ثابت ہوگیا۔

بوجوہ مذکورہ بالا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ آیت کریمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً کی صحیح تفسیر وہ نہیں ہے۔ جو مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے سمجھ رکھی ہے۔ بلکہ صحیح تفسیر آیت مذکورہ کی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلاتا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے مکذبین و مستہزئیں کو مغلوب و مقہور و تباہ و ہلاک کرنا ہماری ایک سنت مستمرہ منجملہ سنن مستمرہ ہے۔ پس اگر یہ مخالفین شرارت و عناد و مخالفت و فساد سے باز نہیں آئینگے۔ تو سنت اللہ کے مطابق ذلیل و خوار و تباہ و ہلاک کیے جائینگے۔ اس پیشگوئی یا وعید کو قطعی اور اٹل سمجھو۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

جب آیت کریمہ ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً صرف مخصوص لعذاب نہ ہی بلکہ عام ٹھہری۔ تو جو معجزات و خوارق عادات نصوص قرآنیہ و حدیثیہ و سنن الٰہیہ کے خلاف بیان کیے جائیں۔ انکے ابطال پر آیت ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلاً سے تمسک بالکل بجا و درست ہے۔ جس کی صحت و درستی پر آیت کریمہ لا تبدیل لکلمات اللہ شاہد ناطق ہے۔ پس مولوی ابراہیم نے جو حکم امتناعی جاری

کیا تھا - وہ باطل کالعدم قرار پایا -

ناظرین اہم اسبات کو قبول کرتے اور مانتے ہیں - کہ قوانین آلہیہ کا کوئی شخص احاطہ نہیں کرسکتا - اور معجزات صادقہ وکرامات صحیحہ خلاف قانون قدرت نہیں ہوسکتے - مگر ساتھ ہی اس بات کو بھی یقینی اور قطعی امر جانتے ہیں کہ علیم وحکیم خداوند خدا نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ جو دائمی اور غیر متبدل قوانین قدرت ہمیں بتادیئے ہیں - ان کے خلاف کوئی معجزہ یا کرامت ہرگز قابل تسلیم نہیں کیونکہ خدا کا قول خدا کے فعل کے خلاف نہیں ہوسکتا - بلکہ دونوں میں تطابق لازمی ہے - فافہم ولا تکن من المجادلین - (باقی آیندہ)

(راقم سید صادق حسین مختار عدالت اٹاوہ)

ریویو

علماء خلف خدا تعالیٰ میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق درسالہ احمدی ترا ہا بیرم خان دہلی کو جزائے خیر دے - کہ انہوں نے حدیث نبوی علماءھم شرّ من تحت ادیم السماء - من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود کی تفسیر میں آجکل کے علماء کے ان فتن کا حال لکھا ہے - جو انہی کے ہاتھوں سے برپا ہو کر پھر انہی میں پوشیدہ ہوگئے - بظاہر یہ رسالہ بہت سخت معلوم ہوتا ہے مگر بغور دیکھا جاوے - تو میر صاحب نے ایک حرف اپنی طرف سے نہیں لکھا - بلکہ ان لوگوں کا کلجوتا انہی کے سر پر مارا ہے - آپس میں جو گندہ بندگان قوم ایکدوسرے پر پھینک رہے تھے - چونکہ اس سے کسی سفید پوش بھلے مانس کے کپڑے خراب ہوجانیکا اندیشہ تہا - اس لیئے آپ نے نہایت احتیاط سے وہ سب کچھ جمع کر در کے انہی کے گھر دنمیں پھینک دیا ہے - یہ رسالہ کیا ہے - آجکل کے علماء وفقراء کے حالات کا آئینہ ہے - ابن خرزجو بوان فتن کا مرکز ہے اُسے خصوصیّت سے خطاب فرمایا ہے - ہر ایک احمدی اُسے منگوا کر

دونوں کا نفع ہے

اس مضمون کو غور سے پڑھیں۔ اور ضرور توجہ فرمائیں

رسالہ تشحیذ الاذہان کو اب چھٹا سال لگا ہے۔ اور پانچ سال کے عرصہ میں مختلف قسم کے ابتلاؤں سے گزرتا ہؤا یہ ۱۹۱۱ء میں داخل ہؤا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور اس کو آیندہ بھی مصائب سے بچائے۔ بڑی بڑی سخت گھڑیاں اس پر آئی ہیں۔ کبھی روپیہ ختم ہوگیا۔ کبھی پریس نہ ملا جس پر چھپوایا جائے۔ کبھی کلرک غائب ہوگیا۔ کبھی منیجر نے جواب دیدیا۔ شروع سے لیکر ابتک جسکا تعلق بلا وقفہ کے اس سے رہا ہے۔ وہ یہی خاکسار ایڈیٹر ہی ہے۔ قضاؤ قدر نہ معلوم کہاں کہاں اسکو لیئے پھری۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ کشاں کشاں اس کے ساتھ رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی حتی الوسع اس پودہ کو پانی دینے میں کوشاں رہونگا جہانتک ہوسکا ہے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس رسالہ کی امداد میں اپنی گرہ سے روپیہ بھی خرچ کیا ہے اور سب سے بڑھکر اپنا وقت اور اپنا دماغ بھی اور یہ جو کچھ کیا اسی لیئے کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی دینی خدمت ہو جائے اور یہ رسالہ بھی دین اسلام کی اشاعت کا باعث ہوجائے۔ میرے ساتھ میرے بعض اور دوستوں اور ممبران تشحیذ الاذہان نے بھی مدد کی اور بہت کی اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی سے انکو ملیگا۔ ان تمام مشکلات کے زمانہ میں خریداران رسالہ سے بہت کم مدد کی درخواست کیگئی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ کی ہی نہیں گئی۔ اب بھی

بہت سی مشکلات سامنے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کم سے کم تین ہزار خریدار ہو تو تب رسالہ اپنے خرچ پر چل سکتا ہے۔ آجتک ہم بڑی مشکلوں سے رسالہ کا کام چلاتے رہے ہیں۔ اور اب تو میں دیکھتا ہوں کہ اس میں بھی مشکلات ہو رہی ہیں رسالہ کا کام بھی تبھی چل سکتا ہے جب کہ اسپر ایک سارے وقت کا نگران ہو جو مینجر بھی ہو۔ اور ایڈیٹر کو بھی اس کے کام میں مدد دے کیونکہ گو میں ایڈیٹر تو ہوں لیکن میں اپنا سارا دن تو اسپر خرچ نہیں کر سکتا۔ میرے اور بھی ایسے کام ہیں کہ جنکو میں رسالہ کے کام سے کم ضروری نہیں سمجھتا۔ بلکہ بعض کو اس سے زیادہ ضروری جانتا ہوں۔ مثلاً مدرسہ احمدیہ کا کام ہے۔ کہ وہ بھی کچھ ماہ سے مجھے ہی کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں آیندہ مہمان خانہ کے کام کی بھی ایک حدتک نگرانی مجھے کرنی پڑیگی۔ اور ان کاموں کے علاوہ میرا مطالعہ الگ رہا دن کے کل چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں مگر اڑتالیس ہوتے تو شاید یہ کام میں کر سکتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس میں انسانی کوشش کا دخل نہیں اور قضائے الٰہی ہی پھر یہ سب کام کرے تو کون ہے غرض میں دیکھتا ہوں کہ بغیر ایک ہوشیار آدمی کے اب رسالہ کا کام چلنا ناممکن ہو رہا ہے۔ اِدھر رسالہ کی آمدنی ایسی ہے نہیں۔ کہ وہ اپنا خرچ بھی چلا سکے۔ اس نئے آدمی کو کس مد میں داخل کیا جائے۔ اسلئے میں آج خریداران رسالہ کے سامنے ایک اپیل پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر رسالہ کا قیام منظور ہے۔ اور اسکو آپ کسی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو ہماری امداد کریں۔ دنیاوی اخباروں کے خریدار ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ تب کہیں انکا کام چلتا ہے۔ ولایت میں تو بعض روزانہ اخباروں کی خریداری دس لاکھ تک ہے۔ اور ہندوستان میں بھی دنیاوی اخبار دس دس ہزار پندرہ پندرہ ہزار خریدار رکھنے والے موجود ہیں پھر وہ طرح طرح کے اشتہار

شایع کرکے روپیہ بٹورتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ دوائوں اور کتابوں کی تجارت کرتے ہیں۔ لیکن یہاں ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر کام خراب ہو یا نہ ہو مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہماری مدد ضرور کریگا۔ اور ایکدن آتا ہے۔ کہ جب ہر قسم کے ابتلاؤں سے گزر کر امن وچین کیحالت آجائیگی۔ لیکن جو اپنی مدد آپ نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ بھی اس کی مدد نہیں کرتا ہے۔ اس الٰہی منشا کو پورا ہونے کے لیئے ہمارے خریداروں کو بھی تو کچھ کوشش کرنی چاہیئے۔ اسوقت نوسو کے قریب ہمارا خریدار ہے۔ اور اگر سب خریداروں کی قیمت وصول ہوجائے۔ تو اٹھارہ سو روپیہ کی آمدنی ہوسکتی ہے۔ لیکن خرچ کا اندازہ دوہزار سات سو روپیہ ہے گویا آمد حقیقی سے نوسو روپیہ زاید خرچ ہوگا۔ اور یہ نوسو بھی شکی ہے۔ کیونکہ سو کے قریب تو خریداران ہوتا ہے جن کی قیمت بقایا ہی میں پڑتی رہتی ہے۔ اصل میں تو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ کوئی پندرہ سو روپیہ کے قریب آمد ہے۔ تو کیا اس سے کام چل سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہمارا ہی فرض نہیں۔ کہ اس مشکل کا حل سوچیں بلکہ سب خریداران کا بھی فرض ہے۔ کیونکہ اخبار اصل میں ایک خاندان ہوتا ہے جس کے خریدار اس کے ممبران ہوتے ہیں۔ پس خاندان کی مصیبت میں حصہ لینا ہر ایک فرد کا کام ہے۔ اور فرض ہے۔ یہ غلط ہے۔ کہ آپ لوگ کچھ نہیں کرسکتے۔ آپ اگر اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کریں۔ تو آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مشکل کو حل کرسکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ

ا ہمارے رسالہ کے خریداران میں سے تین سو کے قریب ایسے آدمی ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے وسعت دی ہے۔ اور وہ صہ روپیہ سالانہ بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں یہ قریباً پونے سات آنہ مہینا بنتا ہے اور جن کو اللہ تعالےٰ نے کشایش دی ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ دے سکتے ہیں۔ پس خریداران رسالہ

ہیں سے تین خریدار عہ روپیہ کی بجائے صہ سنہ ۱۹۱۱ء سے کم سے کم سالانہ دیا کریں جن کو اللہ تعالےٰ زیادہ توفیق دے۔ وہ زیادہ بھی دے سکتے ہیں۔

۲۔ جو صہ سالانہ نہیں دے سکتے۔ وہ تین روپیہ سالانہ دیا کریں۔ اور ایسے لوگ بھی کوئی دوسو کے قریب ہونگے۔

۳۔ علاوہ مذکورہ بالا گروہ کے جو خریدار کہ روپیہ سے مدد نہیں کر سکتے۔ وہ فی خریدار کم سے کم تین خریدار مہیا کرے۔ اور اگر ہمارے سب خریدار اس ذمہ واری کو سمجھیں۔ اور انشاء اللہ امید ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر بڑی تن دہی سے کام لینگے۔ کہ جس میں خاص طور سے نصرت الٰہی کے نشان ظاہر ہونگے تو ایک ماہ یا دو ماہ کے عرصہ میں تین ہزار سے زیادہ خریدار ہو سکتا ہے۔ اور خریداروں کا ملنا مشکل نہیں لوگ اپنے دوستوں کو سیر و تماشا کے لیئے لیجاتے ہیں اور ان سے بہت سا روپیہ خرچ کروا دیتے ہیں۔ تو کیا آپ لوگوں میں اتنا بھی جذب نہیں۔ کہ ایک دینی کام کے لیئے سال میں دو روپیہ ان سے خرچ کروا دیں اور وہاں تو تھوڑی دیر لذت حاصل کر کے وہ واپس آجاتے ہیں جس میں نہ دین کا بھلا اور نہ دنیا کا۔ اور یہاں تو سال بھر ان کو رسالہ ملیگا جس سے امید ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ تو وہ فائدہ اٹھا ئینگے۔

غرض ان تینوں تجاویز پر اگر ہمارے احباب نے توجہ کی۔ تو بہت جلد رسالہ کی مشکلات انشاءاللہ حل ہو جائینگی جو صہ روپیہ دے سکیں۔ وہ صہ روپیہ سالانہ دیں جو سے۔ روپیہ دے سکیں۔ وہ سے۔ روپیہ دیں۔ اور علاوہ ازیں سب خریدار کم سے کم تین تین خریدار اس سہ ماہی میں مہیا کر دیں۔ ہم ایسے سب دوستوں کے نام رسالہ میں شایع کرتے رہا کرینگے۔ تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو۔

اور یاد رہے۔ کہ جب تک میری اس تحریر پر کافی توجہ نہ دیگئی۔ آیندہ ہر پرچہ

میں یہی مضمون بار بار شایع کیا جائیگا۔ پس اگر خریداران رسالہ ان صفحات میں کوئی اور مفید مضمون دیکھنا چاہتے ہیں تو فوراً اس کی طرف توجہ کریں۔ اور براہ راست مجھے اطلاع دیں۔ کہ وہ ان تینوں طریقوں میں سے کون سے طریق سے مدد کرینگے۔

لیکن یہ بھی یاد رہے۔ کہ جو احباب روپیہ سے مدد کریں۔ ان سے خریدار مہیا کرنے کا فرض نہیں اتریگا۔ صرف تین خریدار پیدا کرنا انہیں کے لیئے ہے۔ جو پانچ روپیہ یا تین روپیہ سالانہ چندہ نہیں دے سکتے۔

غرضیکہ ان تجاویز پر عمل ہونیکے بعد انشاء اللہ رسالہ بھی اپنی مشکلات سے نکلجائیگا۔ اور اس میں ہمارا نفع ہوگا۔ اور مدد کرنیوالوں کو جو ثواب ہوگا۔ اس میں انکا نفع ہوگا گویا کہ اس کام میں دونوں کا نفع ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمدؐ

مضمون مندرجہ بالا بعنوان "دونوں کا نفع" رسالہ ماہ مارچ میں بھی شایع ہوا تہا۔ مگر اس مضمون پر آپ صاحبان نے جیسی کہ توجہ مطلوب تہی۔ نہیں فرمائی حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ تجویز کہ اگر تین ہزار خریدار ہوں۔ تو رسالہ کے مشکلات دور ہوسکتی ہیں۔ تین ہزار خریدار کا ہونا تو درکنار۔ مگر ابتک پچاس خریدار بھی نہیں بڑھے لہذا آپ صاحبان کے اس مضمون پر پھر توجہ مبذول کرائی جاتی ہے کہ ہر ایک صاحبان اپنے آپکو ذمہ وار سمجھکر اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرے۔ تاکہ اس رسالہ کے مشکلات دور ہوں۔

اور ان اصحاب کا خاص طور سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنھوں نے مالی یا خریدار دیکر اس تحریک کا عملی ثبوت دیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اور ان بزرگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مینیجر

نمبر شمار	نام معاونین	اعانت جو مالی یا خریدار وغیرہ کی		کیفیت
		وعدہ سالانہ وغیرہ کا	بتعداد خریدار	
۱	شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویرہوس لاہور نمبر خریدار ۲۳۰	صہ ر		
۲	میاں عبد الحق صاحب کیمپ کلرک لوئر جہلم سرکل ۶۴	سے ر	۴	
۳	منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک فیروز پور ۹۷۱	صہ ر	۱	تین پرچہ سالانہ دینے والا
۴	بابو فضل کریم صاحب اکونٹنٹ ملٹری ورکس کوہاٹ ۱۱۱۳	سے ر	۳	دو خریدار تین روپیہ سالانہ تک
۵	سید امیر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر تھانہ ہرکوٹ ۵۰۷	صہ ر		
۶	بابو محمد اسمٰعیل صاحب سٹیشن ماسٹر گوندر بہاولپور ۱۱۰۴	للعہ ر		
۷	قطب الدین صاحب سب انسپکٹر تھانہ بھیکھی ریاست پٹیالہ ۱۱۵	سے ر		
۸	ماسٹر شیر علی صاحب قادیان	سے ر		
۹	شیخ محمد حسین خانصاحب سب ڈویژنل جج میرٹھ	صہ ر	۲×	×انکی قیمت بھی ابھی گرہ سے
۱۰	میاں اللہ بخش صاحب اول مدرس مظفر گڈھ ۱۰۳۶	سے ر	۱×	×تین روپیہ سالانہ قیمت
۱۱	ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور نمبر ۱۸۶	صہ ر		
۱۲	عبد الرحمٰن صاحب احمدی پیرکوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد	سے	۴	
۱۳	محمد احسان الحق صاحب پیشکار نورمن بہاگلپور ۱۲۴	سے ر		
۱۴	سید صادق حسین صاحب مختار عدالت وسیکرٹری انجمن اٹاوہ	سے ر		
۱۵	عبد الرحمٰن صاحب سکول ماسٹر اسمٰعیل شہر ۳۷۵	سے		
۱۶	رحمت اللہ صاحب سبزی فروش بنگہ ضلع جالندھر	سے ر		
۱۷	گلاب الدین صاحب مدرس رہتاسی نمبر ۱۲۲	سے ر		
۱۸	شیر محمد صاحب ہٹواری حلقہ سرگودہ		۳	
۱۹	جناب غلام سرور صاحب انڈر سب پال ڈاکخانہ جہلم واک		۱	
۲۰	منشی غلام نبی صاحب مدرس مدرسہ شیخ بالا بیگم پور ضلع ہوشیارپور		۵×	ایک خریدار صہ سالانہ اور انکا نام منشی عبد اللہ [illegible]

سکھ صاحبان
اور
گرو نانک دیو جی

کچھ عرصہ سے سکھوں میں میرے رسالہ چولہ گرو نانک علیہ الرحمۃ پر بہت شور برپا ہو رہا ہے۔ اور کئی چیلنج بھی آ گئے۔ اور ہماری طرف سے منظور بھی کئے گئے۔ مگر چونکہ سبب ہے کہ سکھ قوم کا ابتدا ہوا ہے۔ ان لوگوں کو میدان مباحثہ میں پہلی مرتبہ قدم رکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اسلیئے ضروری شرائط سے یا تو یہ بزرگ بالکل بیخبر ہیں۔ یا عمداً تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو چاہیئے تہا۔ کہ اول تو کتاب کا جواب کتابی صورت میں دیتے۔ اگر یہ نہ سہی تو مباحثہ کے لئے اخباروں میں باقاعدہ اشتہار شایع کئے جاتے۔ اور انتظام پولیس کرا کر تسلی بخش صورت پیدا کر لیجاتی۔ ہر ایک جانتا ہے۔ کہ بغیر انتظام کے مباحثہ کرنا بجز فتنہ و فساد کے بہتری کا موجب نہیں ہو سکتا۔

میں دوسرے اشتہار دینے والے سیکرٹری خالصہ ست سنگ امرتسر اور ایڈیٹر خالصہ سیوک و نہنگ سنگھ وغیرہم کیخدمت میں بادب التماس کرتا ہوں کہ آپ بزرگوں نے ایسے شبدوں کے لکھنے میں خواہ نخواہ کیوں تکلیف اٹھائی جنکو باور کرنیکے لئے کوئی دانشمند سکھ بھی طیار نہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ کہ گرو نانک دیو جی کی تصنیف کردہ وہ کتاب نہیں ہے جسے گرنتھ صاحب کہتے ہیں کیونکہ یہ کتاب گرو نانک جی مہاراج کے دو اڑھائی سو سال بعد جا کر پندرہ آدمیوں کے اشعار اور نتائج طبع سے طیار ہوئی۔ اور بقدر قلیل گرنتھ صاحب میں گرو نانک جی مہاراج کے سنے سنائے شبد بھی درج کر لئے گئے۔ آپ خود دانا ہیں۔ کہ جب گرو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر گرنتھ صاحب کا ایک ورق بھی طیار نہ ہوا تہا۔ اور جب گرو نانک جیکے چیلے اور شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد بھی مر گئے۔ تو پہر یہ کیونکر ممکن ہے کہ گرو جی کے وہ تمام بچن مع اقوال بعد میں

آنیوالی نسلوں کو حرف بحرف یاد رہگئے۔ اسپر طرہ یہ کہ گرنتھ صاحب کی تالیف کا اصل محرک امر جو تھا۔ وہ یہی تھا۔ کہ پولٹیکل اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھکر گدی نشین گروؤں نے وہ وہ اشعار بھی درج کتاب کئے۔ جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھوں کو اسلام سے دور پھینکا جاوے۔ اگر اس گرنتھ صاحب میں جیسے آد گرنتھ کہتے ہیں۔ بھگت کبیر جی رامداس جی ارجن داس جی وغیرہم کے اشعار نہوتے۔ اور صرف گرو نانک جی کے بچن ہوتے۔ اور یہ کتاب بھی گرو نانک صاحب کی عین حیات میں طیار ہو کر شایع ہو جاتی۔ تو بیشک یہ کتاب استعمال ہوتی۔ اور اس سے گرو نانک جی کے اقوال اور افعال کا موازنہ کرلیا جاتا۔ اس سے تو کسی قدر جنم ساکھی بھائی والی ہی بہتر ہے۔ جو آپ کی وفات کے بعد نویں سال میں طیار ہوئی۔ اور دو مقدس مہا پرشوں کے ہاتھ سے طیار ہوئی۔ مگر اس میں بھی بعض مہربانوں نے بعد کی ایڈیشنوں میں دست بردسے پاک نہیں رکھا۔ جنم ساکھی بھائی بالے والی وڈی ایکدوسری سے مغائر اور مختلف ہیں۔ ہاں اصل تحریر اور اصل گرنتھ جو قابل اسناد ہے وہ تو چولہ صاحب ہی ہے جو گرو نانک جی مہاراج کی عین حیات میں لوگوں کے لیئے نور و رحمت کا موجب ہوا جس میں آجتک بحمد اللہ کوئی تحریف و تبدیل وقوع میں نہیں آئی۔

جنم ساکھی اور گرنتھ صاحب کے لکھنے والوں نے ایک بڑی کوتاہی کی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ ان بزرگوں نے گرو نانک جی مہاراج کے ہردو اقسام اشعار بلاتفریق اول عین درج کتاب کردیئے۔ جو گرو صاحب نے اوائل عمر اور آخری عمر میں فرمائے تھے حالانکہ آخری عمر میں جو اپر عظیم الشان روحانی انقلاب آیا ہے۔ اس سے وہ کچھ کے کچھ ہو گئے تھے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اوائل عمر میں گرو صاحب راقم کی طرح ہندو مذہب کے مؤید تھے۔ اور اس زمانہ کے بہت سے شبد ایسے بھی آپکے منہ سے نکلے ہیں جو صریح اسلام کے خلاف اور وید کے مؤید ہیں۔ لیکن آخری عمر میں انہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشحیذ الاذہان 1911

مئی صفحہ End Page 1 سائیڈ لائن کٹی ہے۔

یہ صفحہ لائبریری کی ساری جلدوں میں اسی طرح

ہے۔

نے اسلام اور بانیٔ اسلام کی وہ مدح سرائی کی جسکے وہ درحقیقت لایق ہیں۔ سکھوں ہیں سے جو میرے بزرگ گرونانک جی کے ایسے شبد اور شلوک پیش کرتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں انہیں غور کرنا چاہیئے تہا۔ کہ اسی کتاب میں اسلام کی تائید میں بھی تو ایسے ہی شبد اور شلوک ہیں۔ اب ہر عقلمند نہایت آسانی سے فیصلہ حقہ تک پہنچ سکتا ہے۔ کہ گرونانک جی مہاراج ایسے منافق طبع تو ہرگز نہ تھے۔ کہ ایک ہی منہ سے دو متضاد باتیں نکالا کرتے تھے۔ اور انکی عقل اور حواس میں فرق آیا ہوا تہا۔ پھر طبعاً انسان اس بزرگ پر حسن ظن کر کے یہ فتویٰ دل سے دیتا ہے کہ آخری عمر کے شبد اسلامی تعلیم کے موید ہیں۔ اور اوائل کے شبد قوم ہنود کے عقاید کی تائید میں ہیں جن سے کہ وہ انجامکار تائب ہو گئے تھے۔ جیسے کہ چولہ صاحب میں خود فرماتے ہیں لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ یعنی اے قادر کرتار اوائل عمر میں تو ظالم یعنی بت پرست مشرک تہا۔ اب تیرے دوارے (درگاہ) پر آ گیا ہوں اسمیں صاف اقرار ہو گیا۔ اوائل عمر آپ کا مطالعہ نسیان اور سہو میں گذرا اسی طرح آپ فرماتے ہیں ہم پاپی نرگن کو گن کرے پربھ ہوے دیال نانک حق تریے یعنی ہم بڑے پاپی اور گنہگار ہیں کوئی نیکی نہیں خدا ہی اپنا فضل کرے تب ترس یعنی نجات پاویں۔ پس اکثر اشعار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپنے درگاہ الٰہی میں اپنی گزشتہ زندگی جو جاہلیت میں گزری اسکو خطا اور گنہگاری کی طرف منسوب کرتے ہیں پس جن بزرگوں نے گرنتھ صاحب یا جنم ساکھیوں کے بعض غیر صحیح اشعار درج کئے ہیں۔ انہیں اس بات سے شرم کرنی چاہیئے کہ گرونانک جی کے ایک منہ سے دو اقسام کی متضاد باتیں لکھوا کر اور شایع کر کے گرونانک جیکی ہتک عزت کے مرتکب ہو رہے ہیں ہاں گرونانک صاحب کی عزت صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ انکے دو زمانوں کے خیالات اور اعتقادات کردار اور گفتار کو واقعات کی کسوٹی پر چڑھایا جاوے تا کہ دو رنگی اور منافقت کا الزام ان پر عاید حال ہو جو سکھوں کی موجودہ تحریروں عاید ہوتا ہے میں کیونکر باور کر سکتا ہوں کہ جب معمولی آدمی دو متضاد باتوں کے لکھنے اور کہنے سے کوسوں بھاگتا ہے تو گرونانک کیا ایک ہی وقت میں متضاد کردار اور گفتار سے پرہیز نہیں کرتے ہتے۔ خالصہ سیوک صاحب اور دوسرے سکھوں کی سادہ لوحی پر کمال افسوس آتا ہے جیسا وہ لکھتے ہیں

والو نے میری حسب نسب کے بارہ میں دریافت کیا مگر حسب نسب کے متعلق تب تحقیقات کیجاتی ہے کوئی خاص امر ملحوظ خاطر ہو مگر مجھے تو کسی ایسے امر کی ضرورت نہیں
بہر حال میرا پتہ حبیب پل پیر روڈ ویلی علاقہ کپور تھلہ۔ جہر سنگھ نو مسلم عرف ماسٹر عبد الرحمٰن نمبردار سوندہ سنگھ جی مرحوم) راقم عبد الرحمٰن نو مسلم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴
نوٹ یہان پر پتہ لکھہ دیا جاوے ،، پرچہ نہیں جما

Doctor S. K. Bermon No 5
6 Tara Chand Street
Calcata